سورة طٰهٰ

آیات ١ - ١٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طٰهٰ ۚ ۝۱ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۙ ۝۲ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى ۙ ۝۳ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ
السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ؕ ۝۴ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ
مَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝۶ وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى ۝۷ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ
الْحُسْنٰى ۝۸ وَ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰى ۘ ۝۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ
اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰى ؕ ۝۱۱ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ
نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ؕ ۝۱۲ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰى ۝۱۳ اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ
اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝۱۴ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى
۝۱۵ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝۱۶

سُوْرَةُ طٰهٰ

- نام سُوْرَةُ طٰهٰ - اسی کلمے سے سورۃ کا آغاز ہوا، اس سورت کا ایک نام سورۃ کلیم بھی ہے (موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے سے)
- سورت کا حجم : سورت کی آیات کی تعداد 135 ہے اور اس میں 8 رکوع ہیں
- زمانۂ نزول — یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کا زمانہ نزول سورۃ مریم کے زمانے کے قریب ہی کا ہے۔ ممکن ہے یہ ہجرت حبشہ کے زمانے میں یا اس کے بعد نازل ہوئی ہو۔ یہ بات یقینی ہے کہ یہ سورت حضرت عمر (رض) کے قبول اسلام سے پہلے یہ سورۃ نازل ہو چکی تھی۔
- مشہور روایت کے مطابق حضرت عمرؓ جب نبی ﷺ کو قتل کرنے نکلے تو راستے میں کسی نے بتایا کہ ان کی بہن اور بہنوئی پہلے ہی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ حضرت عمر غصے میں ان کے گھر پہنچے جہاں وہ حضرت خبابؓ بن ارت سے قرآن کا ایک صحیفہ سیکھ رہے تھے۔ صحیفہ چھپا دیا گیا، مگر حضرت عمر سن چکے تھے، انہوں نے بہنوئی کو مارا اور پھر بہن کو بھی زخمی کر دیا۔ مگر جب دونوں نے ڈٹ کر اپنے ایمان کا اظہار کیا تو حضرت عمر نرم پڑ گئے اور صحیفہ پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ غسل کے بعد جب انہوں نے وہ صحیفہ پڑھا جو سورۃ طٰہٰ پر مبنی تھا تو بے ساختہ کہا: "کیا خوب کلام ہے"۔ حضرت خبابؓ نے باہر آ کر خوشخبری دی کہ نبی ﷺ نے گزشتہ روز دعا کی تھی کہ یا اللہ، ابو جہل یا عمر میں سے کسی کو اسلام کے لیے چن لے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ متاثر ہوئے اور فوراً نبی ﷺ کے پاس جا کر اسلام قبول کر لیا۔ (حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ ہجرتِ حبشہ کے بعد پیش آیا)
- مرکزی مضمون — اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کی توحید، اور انبیاء کی جدوجہد کو نمایاں کرتے ہوئے، سورۃ طٰہٰ اہلِ ایمان کو دعوت دیتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے سبق لیں، قرآن کو رہنما بنائیں، اور ابلیسی ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرتے ہوئے، اپنے دور کے فرعونوں کے خلاف صبر، استقامت اور اللہ پر توکل کے ساتھ ڈٹ جائیں۔

سُوْرَۃُ طٰہٰ

○ سورت کے مضامین:

1. اللہ تعالیٰ نبوت کسی رسمی اعلان یا تقریب کے ذریعے عطا نہیں کرتا، بلکہ ہمیشہ اسے راز کے انداز میں، جیسا کہ حضرت موسیٰ کو دی گئی، عطا فرماتا ہے۔اسی طرح محمد ﷺ کی نبوت کا اعلان بھی اسی فطری انداز میں ہوا اور یہ کوئی انوکھا واقعہ نہیں

2. جو پیغام محمد ﷺ دے رہے ہیں یعنی توحید اور آخرت، وہی پیغام اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی نبوت کے وقت دیا تھا۔اور جیسے آج محمد ﷺ قریش کے مقابلے میں تنہا کھڑے ہیں، ویسے ہی موسیٰؑ کو بھی بغیر کسی ظاہری طاقت کے فرعون جیسے جابر بادشاہ کے مقابلے پر مامور کیا گیا، کوئی لاؤ لشکر اس کے ساتھ نہ تھے

3. فرعون نے بھی موسیٰؑ کے خلاف وہی الزامات، فریب اور ظلم کے طریقے آزمائے جو آج اہل مکہ محمد ﷺ کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ مگر انجام میں اللہ کا نبی کامیاب ہوا اور فرعون ذلیل و خوار ہوا۔اس مثال کے ذریعے مسلمانوں کو غیر علانیہ تسلی دی گئی ہے کہ اللہ کی تائید یافتہ دعوت بالآخر غالب ہوتی ہے۔

4. جادوگروں کی مثال سے یہ دکھایا گیا کہ حق واضح ہو جائے تو سچے لوگ کسی جبر یا انتقام سے نہیں گھبراتے۔

5. بنی اسرائیل کی تاریخ سے ایک شہادت کہ دیوتاؤں اور معبودوں کے گھڑے جانے کی ابتدا کس مضحکہ انگیز طریقے سے ہوا کرتی ہے، تمام انبیاء ہمیشہ اس شرک اور بت پرستی کے خلاف ڈٹے رہے، جیسا کہ آج محمد ﷺ کر رہے ہیں۔یہ نبوت کی تاریخ میں کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ

- سابقہ سورت (سُوْرَةُ مَرْيَم) سے ربط - سُوْرَة مریم میں عیسائیوں کو توحید پر قائل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے استدلال تھا

اس سورت (سُوْرَة طٰهٰ) میں یہودیوں کو قائل کرنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے استدلال ہے اور آپ کی دعوت سے توحید کا اثبات فراہم کیا گیا ہے

- ان دو سورتوں میں اہل کتاب کو دعوت و تبلیغ کے لیے سامانِ دعوت و تربیت موجود ہے جو ہجرتِ حبشہ سے پہلے مطلوب تھا
- مشرکین مکہ بھی اول درجے میں توحید کی اس دعوت و تبلیغ کے مخاطبین میں شامل ہیں
- اگلی سورت (سُوْرَةِ الْاَنْبِيَآء) سے ربط - سُوْرَة الْاَنبياء میں 16 انبیائے کرام کی تاریخ، ان کے کردار اور ان کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے- نبی کریم ﷺ کو ابراہیم علیہ السلام کا وارث ٹھہرایا گیا ہے اور رحمت اللعالمین بھی
- اس سورۃ میں تعلیمات واخلاق کے ذیل میں: ذکر الٰہی، خشیت، ہدایت، عمل صالح، تزکیہ نفس، تسبیح اور اقامت صلوٰۃ کا حکم، صبر اور استقامت شامل ہیں ہے
- جن اخلاقی رذائل سے بچنے کی تلقین ہے ان میں: جھوٹ، سرکشی، اسراف، دین سے اعراض اور ہر قسم کی نافرمانی سے بچنا
- اس سورۃ کا ایک خاص رنگ ہے، جو پوری سورۃ پر نظر آتا ہے اس کو پڑھ کر قلب کے اندر میں خوف خدا اور خشوع پیدا ہوتا ہے۔ دل میں سکون اور طمانیت پیدا ہوتی ہے۔ اکڑی گردنیں جھک جاتی ہیں۔
- سورت کے الفاظ میں ایک دل آویز صوتی ترنم ہے - نہایت نرم، دل نشین اور تازگی سے بھرپور۔ اس کے فواصل میں 'الفِ مقصورہ' کا مسلسل استعمال کیا گیا ہے، جو نہ صرف سورت کے واقعات اور مقدمات کے ساتھ ہم آہنگ ہے بلکہ اس کے مرکزی مضمون کی تاثیر کو بھی دوچند کر دیتا ہے

سُوْرَةُ طٰهٰ

⇦ سورۃ کا آغاز اور اختتام — دونوں میں قرآن کا تعارف اور نبی اکرم ﷺ کو تسلی :

- قرآن بوجھ نہیں ہے ﴿وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰٓ﴾
- یہ قرآن سراسر ایک یاد دہانی اور نصیحت ہے ﴿إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ﴾
- عربی زبان میں قرآن کی تنزیل اور وعید کا مقصد اللہ کے غضب سے بچانا اور غور و فکر کی صلاحیت پیدا کرنا ﴿وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا﴾ [20:113]
- قرآن سے اعراض کی سزا دنیا میں معیشت کی تنگی کی صورت میں اور قیامت کے روز اندھا بنا کر اٹھایا جانا ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ﴾ [20:124]

⇦ اللہ کی (توحید) الوہیت واشگاف انداز میں :

- قرآن کی دعوت کا مقصد اثباتِ توحید اور صفاتِ حسنیٰ کی اشاعت ﴿اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ﴾ [20:8]
- اللہ ایک الٰہ واحد کی عبادت کرنا چاہیے ﴿إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي﴾ [20:14]
- اللہ کے ذکر کے قیام کے لیے نماز کا قیام ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ [20:14]
- عقل مند لوگ ہی اہلِ توحید — جو تاریخ سے سبق حاصل کرتی ہیں ﴿....إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ﴾ [20:128]

سُوْرَةُ طٰهٰ

آیات 135

مکية

طه ﴿١﴾ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿٢﴾

اللہ تعالیٰ کی عظمت، توحید، رسولوں کی جدو جہد اور اللہ پر توکل - اہل ایمان ! موسیٰ علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے سبق لے کر، قرآن کی معیت میں، ابلیس کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے وقت کے فرعون کا صبر اور استقامت سے مقابلہ کرو

نبی اکرم ﷺ کو خطاب و تسلی

آیات 1-8

نبی ﷺ کی دل جوئی، حوصلہ افزائی- آپ کی دعوت کا منہج
قرآن کی عظمت واہمیت
دعوت کا اثر— خشیت رکھنے والے دلوں پر

قصہ موسیٰ علیہ السلام

آیات 9-98

آیات 9 تا 16
وادی مقدس طویٰ میں موسیٰ علیہ السلام نبوت ورسالت سے سرفراز ہونا

آیات 55 تا 76
موسیٰ اور فرعون کے جادو گروں کے درمیان مقابلہ

آیات 17 تا 47
موسیٰؑ کو معجزات کا عطا کیا جانا-ہارونؑ کو مددگار بنانے کی دعا اور قبولیت

آیات 77 تا 82
فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی

آیات 48 تا 54
فرعون کے پاس انذار و دعوت کے لیے جانے کا حکم - موسیٰ اور فرعون کے درمیان اس کے دربار میں مکالمہ

آیات 83 تا 98
بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے جو احسانات
فتنہ سامری-اس کے اسباب وعواقب

نبی ﷺ کی طرف خطاب اور التفات

آیات 99 -135

آیات 99 تا 114
یومِ قیامت کی سزا اور اس کے مناظر
آپ ﷺ کو عدم عجلت کی تلقین

آیات 115 تا 128
قصہ آدم وابلیس وسجودِ ملائکہ
قانونِ جزا وسزا

آیات 129 تا 135
ماضی کی اقوام کے انجام سے نصیحت
آپ ﷺ کو صبر کی تلقین- ہدایات

طٰهٰ ۚ ﴿۱﴾ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۙ ﴿۲﴾ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۙ ﴿۳﴾ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ؕ ﴿۴﴾ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَ
مَا تَحۡتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾

طٰهٰ - طا۔ ہا

مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ - نہیں نازل کیا ہم نے آپ پر (یہ) قرآن

لِتَشۡقٰٓى - تاکہ آپ مشقت میں پڑ جائیں (ش ق ق)

شَقِيَ يَشْقٰى، شَقَاوَةٌ : مشقت/مصیبت میں پڑنا

اِلَّا تَذۡكِرَةً - مگر (یہ تو) نصیحت کرنے کیلیئے ہے

تَذْكِرَةً : یاددہانی(نصیحت کرے کے لیے)

لِّمَنۡ يَّخۡشٰى - اس کو جو ڈرتا ہے

خَشِيَ يَخْشٰى ، خَشْيَةٌ : ڈرنا

تَنۡزِيۡلًا - نازل کیا ہوا ہے

تَنْزِيْلًا : نازل کرنا(نازل کیا ہوا- تھوڑا تھوڑا کر کے)

مِّمَّنۡ خَلَقَ - اس کی طرف سے جس نے پیدا کیا

الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى - جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو

أعلیٰ: بلند تر، سب سے اونچا(مذکر صیغہ)

عُلْيَا : مؤنث کا صیغہ (معنی وہی اعلیٰ کے)

العُلٰى : عُلْيَا کی جمع- (اونچے، بلند)

طٰهٰ ۚ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ ② اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ ③ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ؕ ④ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ⑤ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ
مَا تَحْتَ الثَّرٰى ⑥

اَلرَّحْمٰنُ - (وہ) رحمان ہے (جو)

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى - متمکن ہوا عرش پر

اِسْتَوٰى يَسْتَوِىْ ، اِسْتِوَآءٌ : قرار پکڑنا، قائم ہونا (VIII)

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ - اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَ مَا فِى الْاَرْضِ - اور جو کچھ زمین میں ہے

وَ مَا بَيْنَهُمَا - اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰى - اور جو کچھ گیلی مٹی کے نیچے ہے۔

تَحْتَ : نیچے

(ث ر ي) ثَرِىٰ يَثْرُو ، ثَرًى : مٹی کا نم اور تر ہونا الثَّرىٰ : نرم، نم دار، گیلی مٹی (زمین کی نچلی سطح یا گہرائی کی خاک کے لیے بھی مستعمل)

اردو میں تشبیہاً استعمال- "ثریٰ میں ملنا" یعنی خاک میں مل جانا (موت / فنا کا کنایہ)

عربی میں بھی- یہ موت، خاک، پستی، اور فنا کے لیے کنایہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے

مِن الثّرى إلى الثريا - مٹی سے ستاروں تک (پستی سے بلندی کی مثال)

طٰهٰ ۚ ﴿١﴾ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۙ ﴿٢﴾ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۙ ﴿٣﴾ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَ السَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ؕ ﴿٤﴾
اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ﴿٥﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى ﴿٦﴾

طا۔ ہا۔ ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ
یہ تو ایک یاد دہانی ہے ہر اس شخص کے لیے جو ڈرے
نازل کیا گیا ہے اُس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا ہے زمین کو اور بلند آسمانوں کو
وہ رحمان (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے
مالک ہے اُن سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو زمین و آسمان کے درمیان میں ہیں اور جو مٹی کے نیچے ہیں

Ta' Ha’ We did not reveal the Qur'an to you to cause you distress;
it is only a reminder for him who fears Allah; a revelation from Him Who created the earth and the high heavens.
The Most Compassionate Lord is settled on the Throne (of the Universe).
To Him belongs all that is in the heavens and all that is in the earth, and all that is in between, and all that is beneath the soil.

محمد اقبال

طٰهٰ ۚ ﴿١﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ ﴿٢﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ ﴿٣﴾

نبی کریم ﷺ کی دعوتِ حق اور اس پر آپ کی قلبی کیفیت : ایک قرآنی تسلی

- نبی کریم ﷺ نے اللہ کی طرف سے دی گئی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کو بہت سنجیدگی سے نبھایا، حتیٰ کہ اپنی صحت اور سکون کو بھی قربان کر دیا۔ لیکن جب لوگوں نے آپ ﷺ کی شدید محنت کے باوجود قرآن کو قبول نہ کیا بلکہ اس کی مخالفت شروع کی تو آپ ﷺ کی بے چینی بڑھ گئی کہ شاید ان کی مساعی میں کوئی کوئی کمی رہ گئی ہے
- اس پر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی دی گئی کہ آپؐ کا کام دعوت پہنچانا ہے جو آپ عمدگی سے کر رہے ہیں، ایمان لانا یا دلوں کو بدلنا آپ ﷺ کی ذمہ داری نہیں۔ اگر کسی کے دل میں اللہ کا خوف اور حق شناسی ہے تو وہ دعوت قبول کرے گا، جو حق ناشناس ہے وہ اس سے محروم رہے گا
- یہ قرآنِ کریم ایک تذکرہ (یاددہانی) ہے۔ یاددہانی اس چیز کی کرائی جاتی ہے جو پہلے سے انسان کے اندر موجود ہوتی ہے۔ خارج کی کسی چیز کی یاددہانی نہیں کرائی جاتی
- قرآن کریم ہمیں ان حقائق کی یاددہانی کراتا ہے جو خود ہماری فطرت کے اندر موجود ہیں لیکن ہم ان سے غافل ہیں، ان حقائق کی یاددہانی کے لیے وہ جو دلائل استعمال کرتا ہے وہ بھی ہماری دیکھی بھالی چیزوں سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ کبھی وہ آفاقی دلا سے کام لیتا ہے اور کبھی دلائل انفس سے۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی چیز بھی ہمارے لیے اجنبی نہیں
- اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ مُذکرِّ کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ کو مصیطر (داروغہ) بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ آپ ﷺ لوگوں کو ان حقائق کی یاددہانی کے لیے تشریف لائے تھے جن کی حیثیت متاعِ گم گشتہ کی ہے یعنی وہ انسانیت کی متاع اور انسان کی بندگی کا اثاثہ ہیں لیکن انسان اپنی خودفراموشی اور خدافراموشی سے انھیں بھی بھلا چکا ہے

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ - اور اگر آپ بلند کریں بات کو

جَهَرَ يَجْهَرُ ، جَهْرًا : بلند آواز سے کرنا، کھلے بندوں کہنا

فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ - تو بیشک وہ جانتا ہے

السِّرَّ وَاَخْفٰى - پوشیدہ اور (اس سے بھی) زیادہ مخفی (بات) کو۔

السِّرَّ : چھپی بات، پوشیدہ، راز، بھید

اَخْفٰى : خِفَآءٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ (زیادہ مخفی)

اَخْفٰى : باب افعال میں ماضی کا صیغہ نہیں ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ - اللہ وہ ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر وہی

لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى - اس کے لیے ہی تمام خوبصورت نام ہیں

الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ : سب سے اچھے نام

الْحُسْنٰى : حُسْنٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ

وَهَلْ اَتٰىكَ - اور کیا آئی (پہنچی) ہے آپکے پاس

هَلْ : استفہامیہ (سوالیہ) ۔ (استفہام تقریری، ترغیب کے لیے)

اَتٰى يَاْتِيْ ، اِتْيَانٌ : آنا

حَدِيْثُ مُوْسٰى - موسیٰ کی بات (خبر)

حَدِيْثُ : بات، قول، گفتگو، واقعہ، خبر، قصہ، داستان، نئی بات

اِذْ رَاٰ نَارًا - جب اس نے دیکھی ایک آگ

رَاٰى يَرٰى ، رُؤْيَةٌ : دیکھنا

فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿١٠﴾

فَقَالَ لِاَهْلِهِ - تو کہا اپنے گھر والوں سے

امْكُثُوْٓا - تم ٹھہرو

مَكَثَ يَمْكُثُ ، مَكْثًا : ٹھہرنا، انتظار کرنا

امْكُثُوا : فعل امر

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا - بیشک میں نے دیکھی ہے ایک آگ

(أ ن س) اَنَسَ يُؤْنِسُ ، اِيْنَاسٌ : محسوس کرنا، دکھائی دینا (١٧)

لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ - شاید میں لے آؤں تمہارے پاس

لَّعَلِّيْ (لَعَلَّ - یْ)

لَعَلَّ : (شاید، تاکہ)- امید یا خوف پر دلالت کے لیے

اَتٰى يَاْتِيْ ، اِتْيَانٌ : آنا

مِّنْهَا بِقَبَسٍ - اس میں سے کسی انگارے کو

قَبَس : آگ / جلتی لکڑی کا شعلہ، انگارہ

اَوْ اَجِدُ - یا میں پاؤں

وَجَدَ يَجِدُ ، وُجُوْدٌ : پانا

عَلَى النَّارِ هُدًى - آگ پر کوئی رہنمائی

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝٧ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝٨ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ
مُوْسٰى ۘ ۝٩ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَي النَّارِ هُدًى ۝١٠

تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو، وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے

وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں، اس کے لیے بہترین نام ہیں

اور تمہیں کچھ موسیٰؑ کی خبر بھی پہنچی ہے؟

جب کہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ " ذرا ٹھیرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید کہ تمہارے لیے ایک آدھ انگارا لے آؤں، یا اِس آگ پر مجھے (راستے کے متعلق) کوئی رہنمائی مل جائے

Whether you speak out aloud (or in a low voice), He knows what is said secretly, and even that which is most hidden.

Allah - there is no god but He. His are the most excellent names.

Has the story of Moses reached you?

When he saw a fire and said to his family: "Hold on! I have just perceived a fire; perhaps I will bring a brand from it for you, or I will find some guidance at the fire about the way to follow."

محمد اقبال

وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى ۝٧ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ؕ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۝٨

پروردگار کی وسعت علم

- اللہ تعالیٰ انسان کی بلند آواز فریاد، سرگوشیوں، پوشیدہ اعمال اور دماغ میں ابھرنے والے خیالات تک سے مکمل آگاہ ہے۔
- وہ انسانوں کی علانیہ باتوں کے ساتھ ساتھ ان خیالات سے بھی واقف ہے جو ابھی دل یا دماغ میں پیدا ہو رہے ہوتے ہیں۔ "سرّ" پوشیدہ بات کو اور "اخفیٰ" اس خیال کو کہتے ہیں جو ابھی وجود میں آیا نہیں۔
- نبی کریم ﷺ کو تسلی: کہ آپ کے مخالفین جو سازشیں کر رہے ہیں یا جو مشکلات آپ ﷺ برداشت فرما رہے ہیں، اللہ ان سب سے باخبر ہے۔ آپ ﷺ کی دعائیں، مناجات اور دل کی باتیں سب اللہ کے علم میں ہیں۔ اگر کسی دعا کے جواب میں تاخیر ہوتی ہے، تو وہ بھی اللہ کی حکمت و مصلحت کا حصہ ہے، نہ کہ بے خبری کا نتیجہ۔ آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہیں اور آپ ﷺ کا خدا ہر وقت اور ہر حالت میں آپ ﷺ کو دیکھتا ہے۔
- یہاں اللہ تعالیٰ کی چند صفات کے ذکر کے بعد یہ واضح کیا گیا ہے کہ وہ تمام خوبصورت اور کامل صفات کا مالک ہے، اور اس کا اصل تعارف یہی ہے۔ اس کی ذات اور صفات دونوں لامحدود ہیں، جن کا احاطہ ممکن نہیں
- اگرچہ اس نے اپنی خالقیت، رحمانیت، علم، اور حاکمیت کا ذکر فرمایا ہے، لیکن اس کی صفات ان چند پر محدود نہیں۔ یہ صفات شرک کے رد اور نبی کریم ﷺ کو تسلی دینے کے لیے کافی ہیں۔ ساتھ ہی اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کی صفات کے سائے اور حفاظت میں ہیں، اور ان صفات کا انعکاس آپ ﷺ پر مسلسل ہوتا رہتا ہے۔

وَهَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى‌ۘ ۝٩ اِذۡ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝١٠

حضرت موسیٰ کی سرگزشت کی خاص اہمیت

- یہ بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اچانک شروع ہو گیا، لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہے۔ چونکہ اہل کتاب اور عرب دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے نبی مانتے تھے، اس لیے نبی کریم ﷺ کی نبوت پر اعتراضات کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا حوالہ دیا گیا
- ان کی سرگزشت سے یہ واضح کیا گیا کہ ان کو بھی وہی تعلیم دی گئ تھی جو نبی کریم ﷺ پیش کر رہے تھے۔ ان پر بھی وہی مخالفت، حالات اور چیلنجز آئے جن سے نبی کریم ﷺ گزر رہے تھے، بنی اسرائیل نے قدم قدم پر جو ٹھوکریں کھائیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح و تربیت کے لیے جو ہدایات دیں وہ اس امت کے لیے درس عبرت ہیں۔ یوں اس سرگذشت کی بہت ہی خاص اہمیت ہے
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کہانی کا آغاز اس وقت سے کیا گیا جب دشمنوں کی سازشوں کے باعث وہ مصر چھوڑ کر مدین چلے گئے۔ مدین میں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، انھیں جائے پناہ ملی، وہیں شادی کی اور تمام غم دور ہوئے۔ آٹھ یا دس سال بعد جب وہ وہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ مصر واپس جا رہے تھے تو وادئ طور کے پاس راستہ بھٹک گئے۔
- اتنے میں ایک سمت سے انھیں شعلہ سا نظر آیا۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرو، مجھے ایک شعلہ سا دکھائی دیا ہے، میں وہاں جاتا ہوں یا تو وہاں سے تمہارے تاپنے کے لئے کوئی انگارہ لاؤں گا یا وہاں کچھ لوگ ہوئے تو اس سے راستہ معلوم کرلوں گا اور ہمارا سفر جاری رہ سکے گا۔

وَهَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ مُوسٰىٓ ۝٩ إِذْ رَءَا نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوٓا إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىٓ ءَاتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝١٠

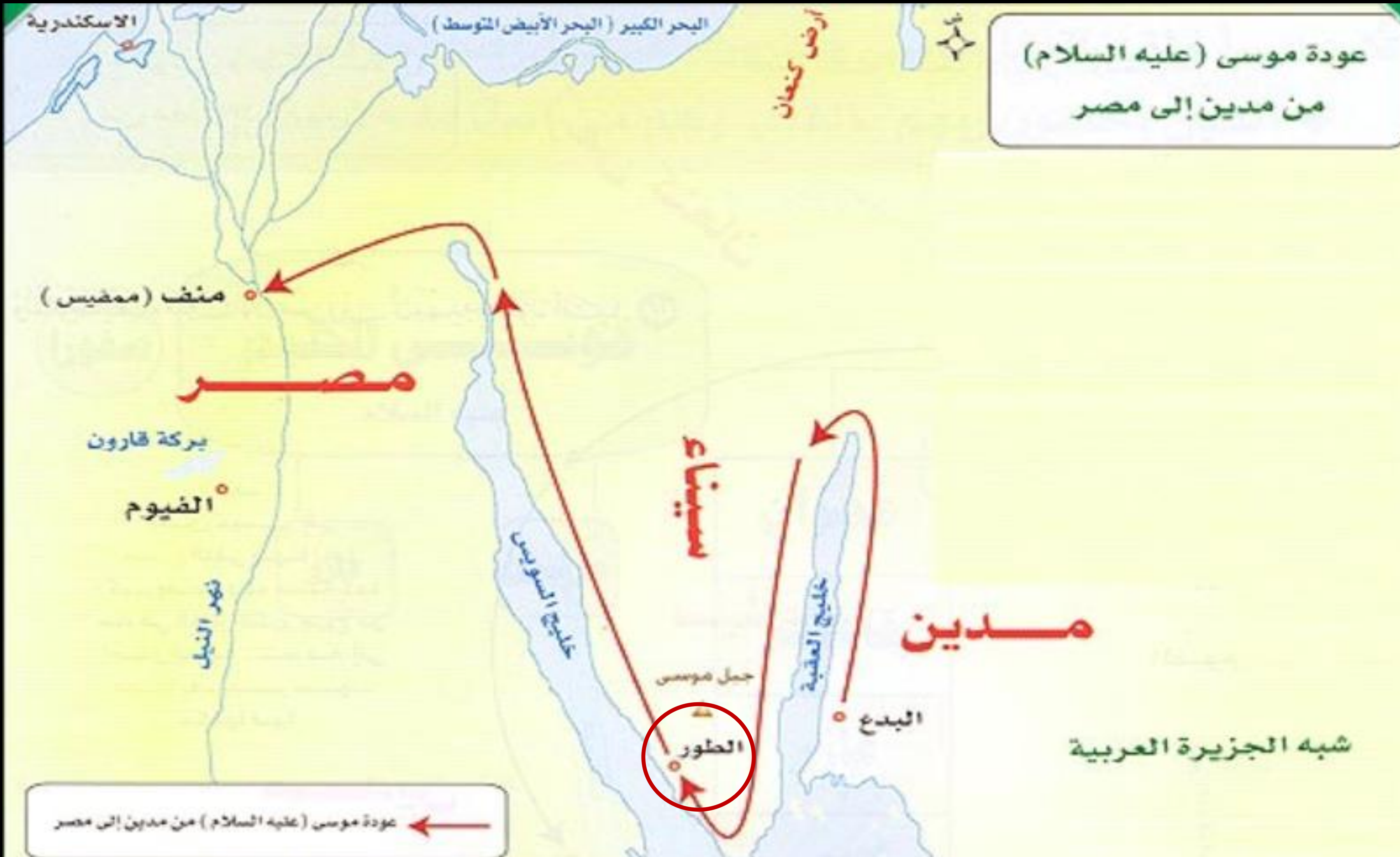

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ

فَلَمَّآ اَتٰىهَا - پس جب وہ آئے اس (آگ) کے پاس

لَمَّا : جب، جیسے ہی، جوں ہی- [کسی واقعے یا عمل کے وقوع پذیر ہونے کے وقت (time expression) کو ظاہر کرتا ہے]

نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى - (تو) آواز دی گئی اے موسیٰ

نَادٰى يُنَادِيْ ، مُنَادَاةٌ : پکارنا، آواز دینا (III)

اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ - بیشک میں تیرا رب ہوں

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ - سو اُتار دے اپنے جوتے

خَلَعَ يَخْلَعُ ، خَلْعًا : اتار دینا، الگ کرنا

نَعْلَيْ: اصل میں نَعْلَيْنِ تھا، اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر گیا
نَعْلَيْنِ: دونوں جوتے-(نَعْل واحد)

اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى - بیشک تو مقدس وادی طویٰ میں ہے

اَلْوَادِ : وادی

وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ - اور میں نے چن لیا ہے تجھے

اِخْتَارَ يَخْتَارُ ، اِخْتِيَارٌ : پسند کرنا، چن لینا (VIII)

فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى - پس غور سے سن اس کو جو وحی کی جاتی ہے

اِسْتَمَعَ يَسْتَمِعُ ، اِسْتِمَاعٌ : غور سے سننا (VIII)

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ - بیشک میں ہی اللہ ہوں کوئی معبود نہیں

اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ - مگر میں ہی سو تو میری عبادت کر

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی ﴿۱۵﴾ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰی ﴿۱۶﴾

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ - اور قائم کر نماز میرے ذکر کیلئے

اَقَامَ یُقِیْمُ ، اِقَامَةٌ : قائم کرنا (IV)

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ - بیشک قیامت آنے والی ہے

اَكَادُ اُخْفِیْهَا - قریب ہے کہ میں چھپاؤں اسے

كَادَ یَكَادُ ، كَوْدًا : (کسی کام کرنے کے) قریب ہونا

اَخْفٰی یُخْفِیْ ، اِخْفَآءٌ : چھپاکر رکھنا (IV)

لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ - تاکہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو

جَزٰی یَجْزِیْ ، جَزَآءٌ: بدلہ دینا

بِمَا تَسْعٰی - اس کا جو وہ کوشش کرتی ہے

سَعٰی یَسْعٰی، سَعْیًا : کوشش کرنا

فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا - پس ہرگز نہ روکے آپ کو اس سے (وہ شخص)

صَدَّ یَصُدُّ ، صَدًّا وَ صُدُوْدًا : روکنا

مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا - جو نہیں ایمان رکھتا اس پر

وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ - اور اس نے پیری کی اپنی خواہش کی

هَوٰىهُ (هَوٰی، هُ)

هَوٰی : خواہش (نفس)

فَتَرْدٰی - ورنہ تم بھی ہلاک ہو جاؤگے

(ر د ي) رَدِیَ یَرْدٰی ، رَدًی: گہرے گڑھے میں گرنا، نیچے جا گرنا، تباہ ہو جانا، ہلاک ہو جانا

مُتَرَدِّیَةٌ : (بلندی سے) گر کر مرنے والا جانور، ہلاک شدہ

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ؕ ۝١١ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ؕ ۝١٢ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ۝١٣ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝١٤ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی ۝١٥ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ
فَتَرْدٰی ۝١٦

وہاں پہنچا تو پکارا گیا "اے موسیٰؑ میں ہی تیرا رب ہوں، جوتیاں اتار دے تو وادی مقدس طویٰ میں ہے اور میں نے تجھ کو چُن لیا ہے، سُن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے، میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر

قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے میں اُس کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں، تاکہ ہر متنفّس اپنی سعی کے مطابق بدلہ پائے، پس کوئی ایسا شخص جو اُس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش نفس کا بندہ بن گیا ہے تجھ کو اُس گھڑی کی فکر سے نہ روک دے، ورنہ تو ہلاکت میں پڑ جائے گا

When he came to it, a voice called out: "Moses!
Verily I am your Lord! Take off your shoes. You are in the sacred valley, Tuwa!
I Myself have chosen you; therefore, give ear to what is revealed.
Verily I am Allah. There is no god beside Me. So serve Me and establish Prayers to remember Me.
The Hour of Resurrection is coming. I have willed to keep the time of its coming hidden so that everyone may be recompensed in accordance with his effort. Let him who does not believe in it and follows his lust not turn your thought away from it, lest you are ruined.

محمد اقبال

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰیؕ﴿۱۱﴾ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًیؕ﴿۱۲﴾ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی﴿۱۳﴾

آگ کی جگہ کے قریب اللہ تعالیٰ کا حکم

- جب حضرت موسیٰ اس مقام پر پہنچے جہاں ان کو شعلہ نظر آیا تھا تو ان کو آواز آئی کہ اے موسیٰ یہ تو میں تمہارا رب ہوں۔ یعنی تم تو آگ سمجھ کر یہاں آئے ہو لیکن یہاں آگ نہیں ہے بلکہ میں تمہارا رب ہوں۔
- مسند احمد میں وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اس آگ کی طرف چلے اور اس کے قریب پہنچے تو ایک عجیب حیرت انگیز منظر دیکھا کہ ایک بڑی آگ ہے جو ایک ہرے بھرے درخت کے اوپر شعلے مار رہی ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس درخت کی کوئی شاخ یا پتا جلتا نہیں بلکہ آگ نے درخت کے حسن اور تری و تازگی اور رونق میں اور زیادتی کر دی ہے
- یہ حیرت انگیز منظر کچھ دیر تک اس انتظار میں دیکھتے رہے کہ شاید کوئی چنگاری آگ کی زمین پر گرے تو یہ اٹھالیں۔ جب دیر تک ایسا نہ ہوا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے گھاس وغیرہ کے کچھ تنکے جمع کرکے اس آگ کے قریب کیا کہ ان میں آگ لگ جائے گی تو ان کا کام ہو جائے گا مگر جب یہ گھاس پھونس آگ کے قریب کیے تو آگ پیچھے ہٹ گئی اور بعض روایات میں یہ ہے کہ آگ ان کی طرف بڑھی یہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ بہر حال آگ حاصل کرنے کا مطلب پورا نہ ہوا
- یہ عجیب و غریب آگ سے حیرت کے عالم میں تھے کہ ایک غیبی آواز آئی کہ اے موسیٰ یہ تو میں تمہارا رب ہوں۔ یعنی تم تو آگ سمجھ کر یہاں آئے ہو لیکن یہاں آگ نہیں ہے بلکہ میں تمہارا رب ہوں۔
- پہلی ہدایت یہ ہوئی کہ **جوتے اتار دو**۔ جوتے اتار کر حاضر ہونا صرف طہارت اور تواضع کے آداب میں سے ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تم اس وقت **طویٰ کی مقدس وادی** میں ہو (جو جزیرہ نمائے سینا میں کوہ سینا کے دامن میں ہے)

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰىؕ﴿۱۱﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًىؕ﴿۱۲﴾ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى﴿۱۳﴾

- **جوتے کے ساتھ نماز**: اس واقعہ کی وجہ سے یہودیوں میں یہ شرعی مسئلہ بن گیا کہ جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لیے فرمایا : خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لا يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ وَلاَ خِفَافِهِمْ " یہودیوں کے خلاف عمل کرو۔ کیونکہ وہ جوتے اور چمڑے کے موزے پہن کر نماز نہیں پڑھتے " (ابو داؤد)
- ۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضرور جوتے ہی پہن کر نماز پڑھنی چاہیے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، اس لیے دونوں طرح عمل کرو۔ ابو داؤد میں عَمرو بن عاص کی روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دونوں طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے
- مسند احمد اور ابو داؤد میں ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو جوتے کو پلٹ کر دیکھ لے۔ اگر کوئی گندگی لگی ہو تو زمین سے رگڑ کر صاف کر لے اور انہی جوتوں کو پہنے ہوئے نماز پڑھ لے "
- **کسی جگہ کا مقدس ہونا** : زمین کا کوئی حصہ بذات خود مقدس نہیں ہوتا، کیونکہ تمام زمین اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے، لیکن جب کوئی جگہ اللہ تعالیٰ کے کسی خاص فعل، تجلی یا پیغام سے وابستہ ہو جائے، تو اس نسبت کی وجہ سے وہ جگہ "مقدس" بن جاتی ہے
- وادی طویٰ کو تقدس اس لیے حاصل ہوا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے براہِ راست کلام کیا اور انہیں رسالت عطا فرمائی۔ یہ مقام ایک عظیم روحانی واقعے کا گواہ بن گیا، جس نے اس جگہ کو عام زمین سے ممتاز کر دیا۔
- اسی اصول کے تحت کسی جگہ کا مقدس ہونا، دراصل اس جگہ کی اللہ سے خصوصی نسبت اور وہاں پیش آنے والے روحانی واقعات کی بنیاد پر ہوتا ہے، نہ کہ اس کی مٹی، ہوا یا جغرافیہ کی بنیاد پر۔
- بعض مفسرین نے " وادی مقدس طویٰ "کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ " وہ وادی جو ایک ساعت کے لیے مقدس کر دی گئ

اِنَّنِيۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِيۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِيۡ‏ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا تَسۡعٰى‏ ﴿۱۵﴾

موسیٰ (علیہ السلام) کو دی جانے والی اولین تعلیم

- یہ اولین تعلیم جو حضرت موسیٰ کو دی گی ہمیشہ تمام انبیاء کو دی گئی، اس میں تین باتیں مذکور ہیں

1. سب سے پہلے عقیدہ توحید - کہ یہی عقیدہ مرکز دین ہے۔ جہاں تک خدا کے ماننے کا تعلق ہے دنیا نے ہمیشہ خدا کو مانا ہے۔ انکارِ خدا کی حماقت موجودہ زمانے کی پیداوار ہے، البتہ شرک کی ضلالت ہمیشہ کسی نہ کسی شکل میں انسان پر حملہ آور ہوتی رہی ہے چنانچہ ہر نبی کو سب سے پہلے توحید ہی کی تعلیم دی گئی اور ہر نبی نے سب سے پہلے شرک ہی کے خلاف جہاد کیا۔

2. دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، کیونکہ عبادت اسی کا حق ہے اور یہ حق کسی دوسرے کے ساتھ شریک نہیں کیا جاسکتا، عبادت کا مطلب ہے خالص اطاعت، بندگی اور وفاداری کا اظہار۔ اگر زبان سے اللہ کی تسبیح ہو لیکن شریعت کسی اور کی مانی جائے، تو یہ شرک ہے

3. تیسری چیز نماز ہے نماز کے لیے اقامت کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے اندر اہتمام کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ نماز کا حکم اللہ کے ذکر کو قائم و دائم رکھنے کے لیے دیا گیا ہے۔ اقم الصلوۃ لذکری نماز انفرادی ہو یا اجتماعی خدا کے ذکر کی سب سے بڑی محافظ بھی ہے اور اس کا سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ موثر مظہر بھی۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء کو توحید کی تعلیم کے بعد سب سے پہلے اسی کی ہدایت ہوئی۔ نماز ہی کے ذریعے سے بندہ اپنے عہد بندگی کو یاد کرتا ہے جو اس کے رب نے اس سے لیا ہے اور جو اپنے رب سے اس نے باندھا ہے اور اسی کے ذریعہ سے کوئی امت اپنے اس میثاق کو یاد رکھتی ہے جو خدا نے اس سے لیا ہے اور جس کا خدا سے اس نے اقرار کیا ہے۔ اگر کوئی فرد یا امت نماز کو ضائع کردے تو اس نے پورے دین کو ضائع کردیا

اضافی مواد

Reference Material

موسیٰ علیہ السلام - مقامات

- حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کے فرعونی دارالحکومت طیبہ (الاقصر) سے مدین کے علاقہ میں صحرائے سینا کے راستے گئے تھے، اور جب آپ اپنی بیوی کے ساتھ واپس مصر آرہے تھے۔ تو طور کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا پھر وہ چلتے چلتے مصر پہنچے۔ جہاں فرعون "منفتاح" کی حکومت تھی۔اس فرعون نے 1230ق-م سے 1215ق-م تک حکومت کی
- سمندر کے عبور کا واقعہ خلیج سوئز(سویس) کے شمال میں "عیون موسیٰ" کے مقام پر پیش آیا۔یا کھارے پانی کی کھاڑیوں (بحیرات مرہ) میں یہ حادثہ ظہور پذیر ہوا۔وہاں مفتاح فرعون غرق ہوا جس کے بارے میں قرآن مجید یوں فرماتا ہے: فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ - "آج ہم تیری لاش کو سمندر سے باہر پھینک دیں گے تاکہ تو بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کا نشان بن جائے۔اگرچہ اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غافل رہتے ہیں (10/92)
- یہ واقعہ صرف تاریخی نہیں بلکہ قرآن کی سچائی اور پیغمبرانہ مشن کی عظمت پر دلیل ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی زندگی توحید، صبر، جدوجہد، اور اللہ پر کامل اعتماد کا عملی نمونہ ہے، جبکہ فرعون کی ہلاکت ظالموں کے انجام کا نشان ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ واقعات قرآن میں بیان فرما کر رہتی دنیا تک کے انسانوں کو تنبیہ و نصیحت دی ہے کہ حق کے مقابلے میں باطل کبھی باقی نہیں رہتا، چاہے کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔
- طور پہاڑ، سیناء کے علاقے میں حورب پہاڑ کو کہا جاتا ہے۔ سیناء کا میدانِ تیہ جہاں اسرائیلی پھرتے رہے صحراء تیہ کہلاتا ہے۔دریائے اردن کو جس جگہ سے عبور کیا گیا تھا وہ اریحاء (Jerico) کے قریب تھا۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے تو انہیں **"نیبو پہاڑ"** پر دفن کیا گیا جسے احادیث میں "سرخ ٹیلہ" کہا گیا ہے۔یہ پہاڑ بحیرہ مردار (بحیرہ لوط) کے مشرق میں "موآب" کے مقام پر واقع ہے

موسیٰ علیہ السلام - مقامات

موسیٰ علیہ السلام - مقامات

موسیٰ علیہ السلام - مقامات

موسیٰ علیہ السلام - مقامات

مَدْیَن (Madyan)

- مدین ایک قدیم عرب علاقہ اور قبیلے کا نام ہے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے "مدین" کی نسل سے تھا،
- جغرافیائی طور پر یہ موجودہ شمال مغربی سعودی عرب (تبوک کے علاقے) میں، خلیج عقبہ کے مشرقی ساحل اور حجاز کے آخری شمالی حصے میں واقع تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہی چند سال بسر کیے، پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے
- بائبل اور قرآن دونوں میں اس علاقے کا ذکر آتا ہے۔ اسلامی روایات کے مطابق، یہاں پر حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث کیے گئے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے فرار کے بعد کئی سال قیام کیا،
- مدین کا علاقہ تجارت، زراعت اور پانی کے ذخائر کی وجہ سے مشہور تھا، قرآن میں اہلِ مدین کی سرکشی، مالی بددیانتی (ناپ تول میں کمی)، اور شرک کا ذکر ملتا ہے۔
- یہاں کے کھنڈرات آج کل "البدع" یا "مدائن شعیب" کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔
- بعض روایات اور جغرافیائی تحقیق کے مطابق موسیٰؑ نے مدین سے نکل کر مصر جاتے ہوئے حضرت موسیٰؑ نے ریتلے اور وادیوں والے علاقوں (جیسے وادی العقبہ، وادی الشرم، وادی سینا) کو عبور کیا۔
- روایتی راستہ خلیج عقبہ کے شمال سے ہوتا ہوا سینائی (Sinai Peninsula) کے پہاڑی علاقوں تک پہنچتا ہے
- یہ سفر تقریباً تین سے پانچ سو کلومیٹر کے لگ بھگ تھا جو ٦ سے ١٠ دنوں میں طے ہوتا تھا

موسیٰ علیہ السلام - مقامات

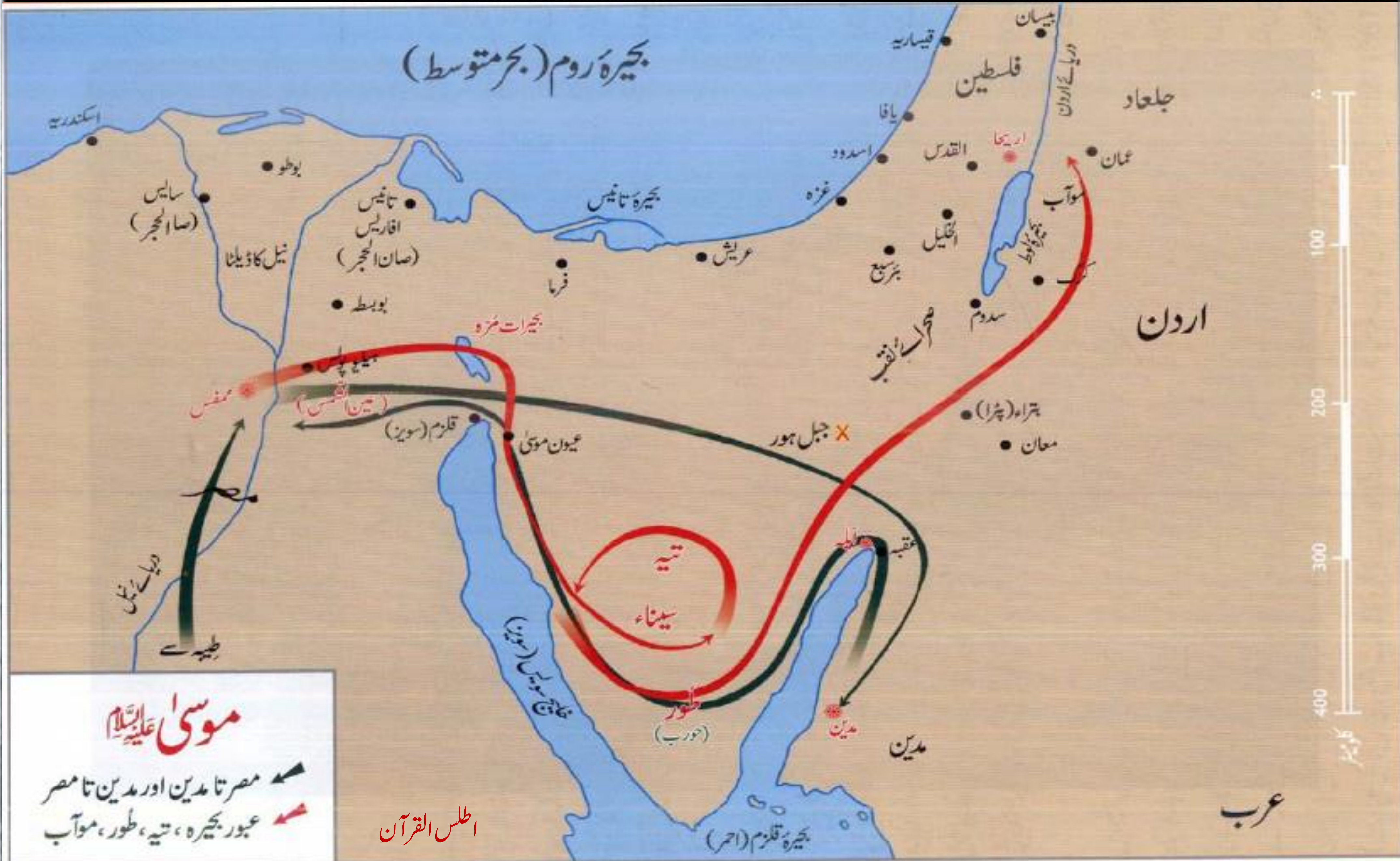

موسیٰ علیہ السلام - مقامات

وادی سیناء

- سیناء ایک صحرائی جزیرہ نما ہے جو مصر میں ایشیا اور افریقہ کے سنگم پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں بحیرہ روم، مغرب میں نہرِ سویز اور خلیجِ سویز، جنوب میں بحیرۂ احمر اور جنوب مشرق میں خلیجِ عقبہ واقع ہے۔ یوں تین طرف پانی سے گھرا ہونے کے باعث اسے "جزیرہ نما" کہا جاتا ہے۔ صرف مشرق میں سیناء فلسطین (اسرائیل) سے متصل ہے۔ صحرائے سیناء کا رقبہ تقریباً 60,088 مربع کلومیٹر ہے اور اس کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زائد ہے۔ سیناء کا دارالحکومت العریش ہے جو شمال مشرق میں بحیرہ روم کی طرف واقع ہے۔ سیناء کا وسطی حصہ بنجر میدانوں اور چٹانی پہاڑوں پر مشتمل ہے، جسے میدانِ تیہ یا صحرائے تیہ کہا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی قیادت میں چالیس سال تک سرگرداں رہے تھے۔
- یہی علاقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی جدوجہد کا اہم میدان رہا ہے۔ طورِ سیناء، جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے ہم کلامی فرمائی، اسی علاقے میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا "اور ہم نے اسے طور کے دائیں جانب سے پکارا اور راز کی بات کے لیے قریب کر لیا۔" (مریم: 52)
- سیناء وہی مقدس سرزمین ہے جس پر حضرت موسیٰؑ کو پہلی بار وحی ملی، اور وہیں الواحِ شریعت عطا ہوئیں۔ اس مقام کو قرآن میں "وادِیِ مقدّس طُویٰ" کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا:
- فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى "اپنے جوتے اتار دو، یقیناً تم وادی مقدس طویٰ میں ہو۔" (طٰہٰ: 12)

موسیٰ علیہ السلام - مقامات

- خلیج سویز کے مشرقی ساحل پر الطور نامی بندرگاہ ہے جو جزیرہ نمائے سیناء کے جنوب مغربی گوشے میں واقع ہے۔ قرآن مجید میں طور، طور سیناء اور طور سینین بھی کہا گیا ہے جبکہ بائبل میں اسے حورب کا پہاڑ لکھا ہے
- سید ابوالاعلیٰ مودودی تفسیر القرآن میں سورہ طور کے حاشیے میں لکھتے ہیں: "طور کے اصل معنی پہاڑ کے ہیں۔ اور الطور سے مراد وہ خاص پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔" سید ابوالاعلیٰ مودودی سورہ نمل کی آیت 7 کے حاشیے میں لکھتے ہیں: "یہ مقام جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جھاڑی میں آگ لگی ہوئی دیکھی تھی وہ کوہ طور کے دامن میں سطح سمندر سے تقریباً 2 ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں رومی سلطنت کے پہلے عیسائی بادشاہ قسطنطین نے 365ء کے لگ بھگ اس مقام پر ایک کنیسہ تعمیر کروایا تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا، اس کے دو سو برس بعد قیصر جسٹینین نے یہاں ایک دَیر (خانقاہ) تعمیر کی جس کے اندر قسطنطین کے بنائے ہوئے کنیسہ کو بھی شامل کر لیا۔ یہ دَیر اور کنیسہ دونوں آج تک موجود ہیں اور یونانی کلیسا کے کنٹرول میں ہیں۔
- بنی اسرائیل کے لیے پیمان: قرآن میں اس پہاڑ کا دوسرا اہم ذکر اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے تورات پر عمل کا عہد لیا اور کوہ طور کو ان کے سروں پر لٹکا دیا (البقرہ: 63)۔